Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com

انوکھی واردات

جمال دستی

کچھ جگہیں اپنے ماحول اور جغرافیہ کے لحاظ سے پُراسرار مشہور ہو جاتی ہیں... اور بعض علاقے... قصبے عجیب نوعیت کی وارداتوں سے شہرت حاصل کرلیتے ہیں...ایک ایسے ہی علاقے سے تعلق رکھنے والی کہانی کے پراسرار پیچ و خم... وہاں لوگ آتے اور ان کے جانے کے بعد واقعات کی بازگشت لوگوں کے ذہنوں میں گونجتی رہتی... نہ ختم ہونے والے سلسلے کی کڑیاں جرم اور مجرم کی گتھیاں سلجھ ہی نہ سکیں...

انوکھے انداز میں وارداتیں کرنے والے ذہین شخص کی کارگزاری۔

اس کہانی کی ابتدا اس طرح ہوئی جب لوئیس فاکس نامی شخص نے موسم گرما گزارنے کے لیے وارنرز پوائنٹ پر واقع نکر کا مکان کرائے پر لیا، دیکھا جائے تو وہ مکان ایک شخص کے لیے بہت بڑا تھا لیکن ہوم نکر کے وارثوں نے

اکلوتے شخص کو یہ مکان کرائے پر دینے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی جسے اس کے آباؤ اجداد نے انیس سوتیس میں بڑے چاؤ سے تعمیر کروایا تھا لیکن بدقسمتی سے وہ وال اسٹریٹ پر کاروبار کرتے ہوئے اپنا سب کچھ گنوا بیٹھے اور

www.urdupalace.com

اب یہی مکان ان کے وارثوں کے لیے آمدنی کا واحد ذریعہ رہ گیا تھا۔ گرمیوں کے زمانے میں یہاں سیاحوں کی آمدورفت بڑھ جاتی اور ہر ہفتے نئے کرائے دار اپنی رہائش کے لیے جگہ ڈھونڈ رہے ہوتے تھے۔ اس لیے مالک مکان نے یہی مناسب سمجھا کہ چھٹیوں پر آنے والے طالب علموں کو ایک ہفتے کے لیے مکان دینے سے بہتر ہے کہ اس میں کوئی شخص پورا موسم گرما گزارے۔ ویسے بھی یہ طالب علم سمجھتے تھے کہ انہیں مادر پدر آزادی مل گئی ہے۔ وہ ہنگامہ خیز پارٹیاں کرتے اور رات بھر اودھم مچاتے رہتے۔ گھر کا کوڑا کرکٹ قریبی میدان میں پھینک دیتے اور ان کی وجہ سے علاقے کے مستقل مکینوں کا سکون غارت ہو جاتا جبکہ لوئیس فاکس کے آجانے سے ٹکر کے وارثوں نے سکون کا سانس لیا۔ البتہ اس نے پراپرٹی ایجنٹ سے شرماتے ہوئے درخواست کی کہ کچھ ذاتی وجوہات کی بنا پر اس کے پس منظر کے بارے میں چھان بین نہ کی جائے جس کے عوض وہ کرائے میں مزید دس فیصد اضافہ کر سکتا ہے۔

اس سے پہلے کہ پراپرٹی ایجنٹ اسے کوئی جواب دیتا اور بتاتا کہ قانون کے تحت اس کے ماضی کے بارے میں جاننا کیوں ضروری ہے، مالکِ مکان نے لوئیس سے کرائے کی مد میں نقد رقم وصول کر کے اسے گھر کی چابی دیتے ہوئے کہا۔

”اب تم سے لیبر ڈے کے بعد ملاقات ہوگی۔“

لوئیس نے گردن ہلائی اور مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ”یہ میرا وعدہ ہے کہ جب مکان خالی کروں گا تو یہ تمہیں بہترین حالت میں ملے گا۔“

کچھ دن تک معاملات پُرسکون انداز میں چلتے رہے اور لوئیس کی معمول کی آمدورفت کے علاوہ کوئی غیر معمولی بات دیکھنے میں نہیں آئی۔ اس کے پاس ایک چھوٹی نیلے رنگ کی فورڈ اسکارٹ کار تھی جس میں بیٹھ کر وہ ہارڈ ویئر کی دکان یا منی مارٹ تک جاتا۔ البتہ وہ کبھی پوسٹ آفس یا ٹاؤن ہال نہیں گیا۔ وہ ورزش کرنے کا عادی معلوم ہوتا تھا اور اسے اکثر واکر جھیل کے گرد چکر کھاتی کچی سڑک پر دوڑتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔ یہ ریاست کی کئی جھیلوں سے زیادہ بڑی تھی۔ پوٹر روڈ پر رہنے والی ایک ویٹرس پولی ڈینشن کا کہنا تھا کہ لوئیس دیکھنے میں تیس اور چالیس کے درمیان لگتا تھا جبکہ کائل ٹکر کے خیال میں وہ پچپن اور ساٹھ کے بیچ بیچ تھا۔ کائل نے ہی اسے ٹکر ہاؤس کی چابیاں دی تھیں۔

لیکن سب اس بات پر متفق تھے کہ اسے سڑک کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے دیکھنا ایک دلچسپ نظارہ تھا۔ وہ عام طور پر سیاہ نیکر، موزے اور جاگرز پہنے ہوئے ہوتا۔ اس کے علاوہ جسم پر کوئی اور کپڑا نہیں ہوتا تھا۔ اس کے بازوؤں کی مچھلیاں ابھری ہوئی تھیں اور سر کے بال سیاہ رنگے ہوئے تھے جبکہ ٹانگوں اور پیٹ پر زخم کے نشانات بڑے واضح تھے۔ وہ کبھی کسی خاص راستے پر نہیں دوڑتا تھا۔ کبھی وہ پوٹر روڈ کے کنارے بنے ہوئے بڑے بڑے گھروں اور کاٹیج کے سامنے سے گزرتا تو کبھی پرتھ ہاربر روڈ کے اطراف میں واقع تنگ اور کچی گلیوں میں چلا جاتا جہاں خستہ حال کاٹیج اور موبائل ہومز تھے جو گزشتہ تیس سال سے اپنی جگہ کھڑے ہوئے تھے۔

اسے کشتی رانی کا بھی شوق تھا۔ وہ اکثر جھیل کے ساحل کے ساتھ ساتھ اپنی کشتی میں دور تک چلا جاتا اور بڑی مہارت کے ساتھ جھیل کی سطح میں دھنسے ہوئے بڑے بڑے پتھروں اور درختوں کے ٹوٹے ہوئے تنوں سے کشتی کو بچاتا ہوا آگے نکل جاتا۔ اس کے گلے میں ایک دوربین لٹکی ہوئی ہوتی تھی اور اسے کئی مرتبہ جھیل میں تیرتی ہوئی مرغابیوں پر نظر مارتے دیکھا گیا۔

اس کے معمولات سے واقف ہو جانے کے باوجود قصبے کے لوگوں کو یہ تجسس ضرور تھا کہ وہ کون ہے۔ یہاں کیوں آیا ہے اور کیا کر رہا ہے۔ بلیئر مکینن نامی ایک میٹر ریڈر نے بتایا کہ ایک روز جب اس کا ٹکر ہاؤس کے پاس سے گزر ہوا تو اس نے دیکھا کہ لوئیس عقبی صحن میں بیٹھا بڑے انہماک سے لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔ جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کوئی لکھاری ہے جبکہ ٹریسی کین جس کی بیٹی گھر گھر جا کر بیکری کا سامان فروخت کیا کرتی تھی۔ اس نے واکر ڈائنر میں بیٹھے گاہکوں کو بتایا کہ لوئیس غالباً کوئی مصور ہے کیونکہ اسے جھیل کے کنارے ایک بڑے سے ایزل پر لکیریں کھینچتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔

غرض یہ کہ وہ کوئی مصور تھا یا اسکول ٹیچر یا لکھاری جو گرمی کی چھٹیاں گزارنے یہاں آیا ہو لیکن شاید اسے خود بھی معلوم نہیں ہوگا کہ وہ بڑی تیزی سے قصبے کے لوگوں کی دلچسپی کا مرکز بنتا جا رہا تھا۔ شاید یہ اس کی پُرکشش اور سحر انگیز شخصیت کا کرشمہ تھا ورنہ اس قصبے کے لوگوں نے کبھی یہ جاننے کی کوشش نہیں کی ان کا پڑوسی گزر اوقات کے لیے کیا کام کرتا ہے اور اگر کوئی شخص یہاں آنے کے بعد اپنا بیشتر وقت گھر میں گزارے تو یہ اس کا اپنا معاملہ ہے۔ ماضی میں بھی ایسے کئی لوگ یہاں آتے رہے جن میں ایک نام کرٹ ڈنسن کا ہے جو بیس سال پہلے اس قصبے میں آیا تھا لیکن شاید ہی کسی

www.urdupalace.com

نے اسے گھر سے باہر آتے دیکھا ہو۔ یہاں تک کہ وہ ٹاؤن میٹنگ میں بھی شریک نہیں ہوتا تھا۔ اسی طرح ایک مثال ڈونا گارڈنر کی ہے جس کے پاس اکیس بلیاں تھیں اور وہ انہی میں مگن رہا کرتی تھی۔ ایک اور دلچسپ شخصیت بلی وارن کی تھی جس نے کبھی اپنے سر کے بال کٹوائے اور نہ ہی شیو بنوائی لیکن یہ سب ان کے ذاتی معاملات تھے اور کسی کو اس سے غرض نہ تھی۔

اپنے کام سے کام رکھنا اس قصبے والوں کا پہلا اصول تھا۔ البتہ گپ شپ کرنے کی آزادی تھی اور بعض اوقات اس کی حوصلہ افزائی بھی ہوتی تھی۔ میموریل ڈے کے اختتام پر لوئیس نے کچھ ایسا کام دکھایا جس کی وجہ سے وہ لوگوں کی گفتگو کا موضوع بن گیا۔ اصل بات تو کوئی نہیں جانتا لیکن جو کچھ معلوم ہوا، اس کے مطابق اس واقعے کا تعلق لوئیس کے پڑوسی زیک جورڈن سے تھا۔ یہ پوری کہانی پام ہیلر نے بتائی جو مس واکر ڈائنر میں کام کرتی تھی۔ اس کا کہنا تھا۔ ”ایک دن زیک میرے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ باہر سے آئے ہوئے کالج کے ایک گروپ کے لڑکے اپنی کشتی کھاڑی میں باندھ کر اس میں سوار ہو جاتے اور سارا دن اودھم مچاتے ہیں۔ موسیقی کا شور، اونچی آواز میں چلانا، جھیل میں چھلانگیں لگانا، ان سب کی وجہ سے اس کی بیوی میرین کے آرام میں خلل پڑتا ہے۔ ویسے بھی یہ غالباً ان کا یہاں پر آخری موسم گرما ہے۔ زیک اپنی بیوی سے بے پناہ محبت کرتا ہے اور اُسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا چنانچہ وہ اپنی چھوٹی کشتی میں سوار ہو کر ان کے پاس گیا اور کہا کہ وہ اپنی کشتی وہاں سے ہٹا لیں کیونکہ اس شور شرابے سے اس کی بیمار بیوی کے آرام میں خلل پڑ رہا ہے لیکن ان لڑکوں نے نہ صرف اس کا مذاق اڑایا بلکہ اس پر جملے بھی کسے اور بے چارہ زیک آنسو بہاتا واپس آ گیا۔

پھر کیا ہوا؟ یہ وہ سوال تھا جو لوگ بار بار پوچھ رہے تھے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے ہیلر نے کہا۔ ”کسی طرح لوئیس کو یہ بات معلوم ہو گئی اور ایک دن وہ اپنی کشتی چلاتا ہوا ان لڑکوں کے پاس گیا اور نہ جانے کیا بات کی کہ وہ اپنی کشتی وہاں سے لے گئے۔ میرے خیال میں اس نے انہیں کوئی خطرناک دھمکی دی ہو گی۔“

لوئیس نے ان لڑکوں سے کیا کہا؟ اس بارے میں متضاد باتیں سننے میں آتی رہیں۔ کیرن شیلڈن کا کہنا تھا۔ ”سنا ہے کہ لوئیس نے ان لڑکوں کو خوفناک نتائج کی دھمکی دی اور کہا کہ اس وقت کشتی پر ان کی تعداد سات ہے اور اگر وہ فوری طور پر یہاں سے نہیں گئے تو بعد میں صرف چھ ہی اپنے گھر جا سکیں گے۔“ جتنے منہ اتنی باتیں۔ پیٹ مونی گن نے انکشاف کیا کہ لوئیس اپنے ساتھ ایک چھوٹا کولر لے گیا تھا۔ اس نے ان لڑکوں سے کہا کہ اگر وہ یہاں سے نہ گئے تو ان کے بجائے وہ خود ہی چلا جائے گا اور اپنے ساتھ یہ کولر بھی لے جائے گا جس میں کسی کا سر رکھا ہو گا۔ پولی بین نے ایک اور ہی کہانی سنائی۔ اس کے خیال میں سب لوگ غلط کہہ رہے تھے۔ لوئیس نے ان لڑکوں کو بین فرینکلن کا واسطہ دیا اور انہیں نرمی سے یہ جگہ چھوڑنے کے لیے کہا۔ وہ لڑکے بہت متاثر ہوئے اور چپ چاپ وہاں سے چلے گئے۔

درحقیقت اس طرح کی تشدد آمیز دھمکیوں سے واکر پونڈ کے رہنے والے پریشان نہیں ہوتے تھے۔ وہ ایک چھوٹا سا پُرامن قصبہ تھا جہاں شاذ و نادر ہی کوئی تنازعہ جنم لیتا۔ اسی لیے وہاں پولیس کی نفری برائے نام تھی۔ زیادہ تر تنازعات مکا بازی کے بل پر طے کر لیے جاتے ورنہ پنچایت سے رجوع کیا جاتا لیکن لوئیس کے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہوا بلکہ اس واقعے کے بعد لوگ اس کی ذات میں مزید دلچسپی لینے لگے۔ خاص طور پر وہ غیر شادی شدہ عورتوں کو فریب دینے میں کامیاب ہو گیا۔ ایسی عورتوں کی صحیح تعداد تو معلوم نہ ہو سکی لیکن بعد میں ہونے والی تحقیقات کے نتیجے میں ایک ریاستی سینیٹر جس کے نیو ہیمپشائر پولیس میں گہرے تعلقات تھے۔ اس نے انکشاف کیا کہ اس موسم گرما کے دوران لوئیس نے کم از کم ایک درجن خواتین سے تعلقات استوار کیے۔

ہر عورت نے اس کے بارے میں مختلف باتیں بتائیں۔ کسی کا کہنا تھا کہ وہ بوسٹن سے آیا تھا۔ کوئی لاس اینجلس اور کوئی کسی دوسری جگہ کا نام لیتی تھی۔ اسی طرح اس کے پیشے کے بارے میں بھی مختلف باتیں کہی گئیں۔ کسی کے خیال میں وہ جز وقتی فٹ بال کا کھلاڑی رہ چکا تھا۔ کوئی اس کا پیشہ اکاؤنٹنٹ بتاتی تھی اور کوئی اسے کالج میں شاعری پڑھانے والا استاد کہتی تھی۔ اس نے ہر عورت کو اپنے بارے میں مختلف کہانی سنائی تھی اور ویسے بھی وہ عورتیں اس کی قربت میں اتنی مگن تھیں کہ انہوں نے اس کے پس منظر کے بارے میں جاننے کی کوشش ہی نہیں کی۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ شادی شدہ تھا، رنڈوا یا طلاق یافتہ لیکن ایک بات پر سب متفق تھیں کہ وہ بہت شائستہ اور مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ شب بسری کرنے والی عورت کو دوسری صبح ناشتا بنا کر بھی دیتا تھا۔ فورڈ ماڈل ایجنسی میں کام کرنے والی عورت

www.urdupalace.com

نے تحقیقاتی ٹیم کو بتایا، وہ بے حد مہذب اور خوش اخلاق تھا۔ اس کے دانت سفید موتیوں کی طرح چمکتے تھے اور ناخن انتہائی نفاست سے تراشا تھا۔ وہ میری بات غور سے سنتا اور مجھے خوش رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہ یہاں کے کنواروں سے بدرجہا بہتر تھا۔''

اسے کھانا بنانے میں بھی بڑی مہارت تھی۔ اس کا انکشاف کشتی والے واقعے کے ایک دو ہفتے بعد ہوا جب واکر پونڈ والنٹیئر فائر ڈپارٹمنٹ نے فنڈ جمع کرنے کے لیے ڈنر کا اہتمام کیا جس میں شرکت کی فیس پانچ ڈالر فی کس تھی۔ لوئیس فاکس اس ڈنر کے لیے اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی سور کے گوشت کی دو ڈشیں لے کر آیا۔ اس نے انتہائی نفاست سے اس کے ٹکڑے بنائے اور حاضرین میں تقسیم کر دیے۔ وہ ڈش اتنی لذیذ تھی کہ لوگ انگلیاں چاٹتے رہ گئے۔ کئی عورتوں نے اس سے ترکیب معلوم کرنا چاہی لیکن اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اسے یہ ترکیب اپنے خاندان سے ورثے میں ملی ہے اور اس کے نزدیک یہ ایک راز ہے جسے وہ کسی قیمت پر ظاہر نہیں کر سکتا۔

یہ ڈنر فائر ڈپارٹمنٹ کے مشینری یارڈ میں ہوا تھا جہاں سے وقتی طور پر تمام گاڑیاں اور مشینیں ہٹا کر فولڈنگ کرسیاں اور میزیں لگا دی گئی تھیں۔ لوئیس فاکس بڑی بے تکلفی سے مہمانوں کے درمیان گھوم رہا تھا۔ اس نے خاکی پتلون، سرخ گالف قمیص اور ایک ایپرن پہن رکھا تھا۔ چند ہی منٹوں میں وہ عورتوں کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ وہ سب اس کے گن گا رہی تھیں۔ ساٹھ سالہ گریسی پولٹن کا کہنا تھا کہ اگر اس کا بس چلے تو وہ اس شخص کو اغوا کر کے کسی ایسی جگہ لے جائے جہاں کوئی اسے تلاش نہ کر سکے۔ اس جملے پر اردگرد بیٹھی ہوئی عورتوں نے زوردار قہقہہ لگایا جس پر اس کا شوہر بھی چونک گیا لیکن گریسی نے کوئی خوب صورت بہانہ بنا کر اسے ٹال دیا۔

کھانا ختم ہونے کے بعد لوئیس وہیں ٹھہرا رہا اور اس نے سامان سمیٹنے میں انتظامیہ کے لوگوں کی مدد کی۔ میزیں صاف کر کے انہیں فولڈ کیا اور ایک کونے میں ان کا ڈھیر لگا دیا۔ اسی طرح کرسیاں بھی ہٹا دی گئیں پھر اس نے فرش کی صفائی اور برتن دھونے میں ہاتھ بٹایا۔ جب سارا کام ختم ہو گیا تو اس نے فائر ڈپارٹمنٹ کے چیف جارج ڈیمر سے ملنے کی خواہش ظاہر کی جو اس وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھا۔ وہاں عملے کے لوگ اور ان کی بیویاں بھی موجود تھیں۔ ان کے سامنے جو بات ہوئی وہ کچھ یوں تھی۔

لوئیس نے فائر چیف سے کہا۔ ''میں فائر ڈپارٹمنٹ میں شمولیت اختیار کرنا چاہتا ہوں۔''

جارج ڈیمر گزشتہ پندرہ سال سے چیف کے عہدے پر فائز تھا اور غالباً ڈنر میں آنے سے پہلے اس نے دو جام بھی چڑھائے تھے۔ وہ خشمگیں نگاہوں سے لوئیس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ ''مگر کیوں؟''

''مجھے یہ جگہ اور جھیل پسند آئی ہے۔ اب میں یہیں رہ کر لوگوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔''

''تمہیں آگ بجھانے کا کچھ تجربہ ہے؟''

''ہاں، بہت۔'' لوئیس نے سینہ چوڑا کرتے ہوئے کہا۔

''اس سے پہلے کہاں کام کر چکے ہو؟''

''کوئی ایک جگہ ہو تو بتاؤں۔ بس اِدھر اُدھر کام کرتا رہا ہوں۔''

جارج کی پتلیاں سکڑ گئیں۔ اس نے دونوں ہاتھ پتلون کی جیبوں میں ڈالتے ہوئے کہا۔ ''کیا تم یہاں مستقل قیام کرو گے؟''

''نہیں۔'' لوئیس نے قدرے توقف سے کہا۔ یہاں آنے کے بعد وہ پہلی بار ہچکچاہٹ کا شکار ہوا تھا اور وہ اپنے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔

جارج نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا ''مجھے افسوس ہے۔ یہاں ملازمت کرنے کے لیے قصبے کا شہری ہونا لازمی ہے۔ کسی کرائے دار یا عارضی طور پر قیام کرنے والے کو ملازمت نہیں دی جا سکتی۔''

وہاں موجود لوگوں نے دیکھا کہ لوئیس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا ہے اور اس پر سختی کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔ کئی لوگوں کو ڈر ہوا کہ کہیں لڑائی جھگڑے کی نوبت نہ آ جائے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ لوئیس نے مایوسی سے سر ہلایا اور مرے مرے قدموں سے چلتا ہوا رات کی تاریکی میں گم ہو گیا۔

لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی۔ اگلے روز کچھ رضا کار فائر فائٹرز جو لیفٹیننٹ اور کیپٹن کے اعزازی عہدوں پر فائز تھے۔ وہ جارج کے پاس گئے اور پوچھا کہ اس نے لوئیس کے معاملے میں اتنی سختی کیوں دکھائی۔ ٹرے بوگنز نے کہا کہ صرف ایک موسم گرما کے لیے یہ ڈپارٹمنٹ کسی فاضل شخص کی خدمات حاصل کر سکتا ہے کیونکہ سیزن میں یہاں آنے والے سیاح عموماً ایک یا دو کاٹیجز میں آگ لگا دیتے ہیں۔ ایک اور رضا کار کیلی اسمتھ نے کہا کہ ہمارے بیشتر رضا کاروں کے پیٹ بڑھے ہوئے ہیں اور وہ کام کے

www.urdupalace.com

دوران مستعدی نہیں دکھا سکتے۔ بہتر ہوگا کہ ہم ایک ایسے آدمی کی خدمات حاصل کرلیں جو بہ آسانی ہوس پائپ اور دیگر سامان لے جا سکے۔ٹومی لیسن نے نکتہ اٹھایا کہ ہمارے بیشتر رضا کار قصبے سے باہر کام پر جاتے ہیں اور بعض اوقات ہنگامی صورتِ حال میں انہیں اسٹیشن پہنچنے میں وقت لگ جاتا ہے۔لوئیس فاکس جو کوئی بھی ہے لیکن کم از کم وہ اسی قصبے میں رہتا ہے۔

جارج نے غصے میں آکر اپنا انگوٹھا فضا میں لہرایا اور کہا۔"میں اپنے فیصلے پر قائم ہوں اور اگر تمہیں کوئی مسئلہ ہے تو بے شک فائر کمیشن سے رجوع کر سکتے ہو۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بہ خوشی تمہارے استعفے قبول کرلیں گے جو تم ان کا فیصلہ سننے کے بعد مایوسی کے عالم میں دو گے۔"

یہ سُن کر سب کی زبان بند ہوگئی اور وہ چپ چاپ وہاں سے چلے گئے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ والنٹیئر فائر ڈیپارٹمنٹ کو چلانے والے کمیشن کے پانچوں ارکان جارج کے قریبی یا دور کے رشتے دار تھے اور اس کی شکایت کرنے کا مطلب اپنی ملازمت سے ہاتھ دھونا تھا گو کہ وہ سب رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات انجام دے رہے تھے اور انہیں اس خدمت کا کوئی معاوضہ نہیں ملتا تھا بلکہ انہیں اپنے فارغ وقت میں ہی اس کام کی تربیت اور مشقیں کرنا ہوتی تھیں لیکن واکر پونڈ جیسے چھوٹے قصبے میں رضا کار فائر فائٹر بننا باعثِ فخر تھا اور اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ لوگ سماج کا اہم حصہ ہیں اور ہمیشہ لوگوں کی خدمت کے لیے تیار رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ زیادہ تر لوگ بھی دوسرے سرکاری اہلکاروں کی نسبت فائر فائٹرز سے محبت کرتے تھے ورنہ کوئی سرکاری افسر، پولیس کا سپاہی یا بلڈنگ انسپکٹر کسی کے دروازے پر آجاتا تو گھر کے مکین پریشان ہوجاتے تھے۔

اس معاملے کو یہیں ختم ہو جانا چاہیے تھا لیکن لوئیس فاکس خاموش نہیں بیٹھا اور اس کی سرگرمیاں جاری رہیں۔ فائر اسٹیشن میں ہونے والی تقریب کو کئی دن گزر چکے تھے لیکن لوئیس کی لائی ہوئی خوش ذائقہ ڈش کا چرچا اب بھی ہوتا رہتا تھا۔اس تقریب کے دو روز بعد وہ ایک گھنٹے کی مسافت پر واقع ریڈیو شیک گیا اور وہاں سے اس نے ایک فائر اسکینر حاصل کیا۔ چند روز بعد جون کی ایک گرم صبح کو کاؤنٹی ڈسپیچ نے کیٹ کی پہاڑی پر جھاڑیوں میں آگ لگنے کی اطلاع دی جس پر ڈیپارٹمنٹ نے فوری کارروائی کی اور دو گھنٹے کی جدوجہد کے بعد آگ پر قابو پالیا گیا۔

آگ بجھانے والے رضا کار اور جارج ڈیمر فائر اسٹیشن واپس آئے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ لوئیس فاکس، آئس ٹی، آئس کافی اور دو درجن ڈونٹس کے ساتھ ان کا انتظار کررہا تھا۔ ان رضا کاروں میں دو خوب صورت لڑکیاں بھی تھیں جنہیں لوئیس نے اپنے ہاتھ سے وہ چیزیں پیش کیں۔ سب لوگ اس خاطر مدارات سے بہت متاثر ہوئے اور کسی نے یہ جاننے کی زحمت نہیں کی کہ وہ کس حیثیت میں یہ سب کچھ کررہا ہے۔ انہوں نے مزے لے کر ان اشیائے خورونوش پر ہاتھ صاف کیا اور لوئیس کی پیٹھ پر تھپکی دیتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔لوئیس نے سامان اتارنے اور ٹرکوں کو صاف کرنے میں بھی عملے کی مدد کی۔

کچھ رضا کاروں نے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جارج سے اپنا فیصلہ تبدیل کرنے کے لیے کہا لیکن پرانے امریکیوں کی طرح جو کبھی اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کرتے، اس نے کہا۔"اگر وہ جائداد ٹیکس ادا کرنا شروع کردے تو ہمارے محکمے میں شمولیت اختیار کرسکتا ہے۔ ڈنکن ڈونٹس سے کی گئی خریداری کی رسید کافی نہیں۔"

موسم گرما میں واکر پونڈ کے اردگرد تمام موٹیل اور کاٹیجز سیاحوں سے بھرے ہوئے تھے جس کی وجہ سے آئے دن کوئی نہ کوئی حادثہ ضرور ہوتا اور فائر ڈیپارٹمنٹ کی مصروفیت بھی بڑھ جاتی۔ کبھی کوئی کار درخت سے ٹکرا جاتی تو کہیں سے آتشزدگی کی اطلاع آجاتی۔ اس لیے رضا کاروں کو ہر وقت مستعد رہنا ہوتا تھا کیونکہ حادثات کا کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا۔ اس لیے ان کے نزدیک دن اور رات کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ انہیں رات کے دو بجے بھی جائے حادثہ پر پہنچنا پڑا لیکن بڑی عجیب بات یہ تھی کہ وہ جب بھی اپنے کام سے فارغ ہو کر اسٹیشن واپس آتے تو لوئیس ان کے استقبال کے لیے وہاں موجود ہوتا۔ وہ انہیں چائے کافی اور بسکٹ وغیرہ فراہم کرتا اور سامان اتارنے کے ساتھ ساتھ صفائی میں بھی ان کا ہاتھ بٹاتا۔

لوئیس نے اپنی خدمت سے ڈیپارٹمنٹ کے مزید رضا کاروں کی ہمدردیاں حاصل کرلیں اور وہ جارج پر زور دینے لگے کہ اسے اصولوں سے چمٹے رہنے کے بجائے لوئیس کے لیے کچھ کرنا چاہیے لیکن ایک مرتبہ پھر اس کا جواب نفی میں تھا۔ اس نے تربیتی سیشن کے دوران رضا کاروں سے کہا۔"وہ شخص محض اپنی غرض کے لیے ہم سے چمٹا ہوا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اسے رضا کار کی وردی پہننے اور بیج لگانے کا اعزاز حاصل ہو جائے لیکن ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ تم میرے الفاظ لکھ لو۔ ایک دن وہ پھر آئے گا اور اپنی خدمات کے

www.urdupalace.com

عوض ہمارے محکمے میں شامل ہونے کی درخواست کرے گا لیکن میں اسے صاف جواب دے دوں گا کہ ہم اسے اپنے یہاں ملازمت نہیں دے سکتے۔''

لیکن وہ دن کبھی نہیں آیا۔ لوئیس اپنی بساط کے مطابق آگ بجھانے والے رضا کاروں کی خدمت کرتا رہا۔ وہ اب بھی مقامی عورتوں کا خیال رکھنے کی کوشش کرتا۔ فائر اسٹیشن میں ہونے والے ڈنر کے بعد وہ ان کے لیے دو مرتبہ لذیذ اور چٹخارے دار گوشت کے پارچے بنا کر لایا کیونکہ اس کی یہ ڈش بہت مقبول تھی۔ اس لیے وہ دونوں بار زیادہ مقدار میں یہ پارچے بنا کر لایا تھا لیکن ان کی تمام کوششوں کے باوجود اس نے اس ڈش کو بنانے کی ترکیب نہیں بتائی۔

اگست میں دو ایسے واقعات ہوئے جنہوں نے لوگوں کو چونکنے پر مجبور کر دیا گو کہ عادت کے مطابق انہوں نے ان پر زیادہ توجہ نہیں دی لیکن گفتگو کے لیے ایک موضوع ہاتھ آ گیا۔ پہلی بات یہ ہوئی کہ میسا چوسٹس سے ایک شخص چیلسی میں رہنے والے دو افراد کی تلاش میں یہاں آیا۔ وہ چند ہفتے قبل تعطیلات گزارنے واکر پونڈ آئے تھے اور انہیں ایک مقامی شخص نے اس وقت دھمکی دی جب وہ اپنی چھوٹی سی کشتی میں سوار ہو کر سیر و تفریح کر رہے تھے۔ دونوں لڑکوں ٹونی اور اینڈری نے فیصلہ کیا کہ وہ ایک بار پھر واکر پونڈ آ کر اس مقامی شخص کو سبق پڑھائیں گے لیکن وہ دونوں چیلسی واپس نہیں پہنچے۔ ان کے گھر والوں نے پولیس سے رابطہ کیا لیکن انہوں نے اسے محض ایک گمشدگی کا کیس سمجھ کر رپورٹ درج کر لی کیونکہ اس میں انہیں کسی جرم کی علامت نظر نہیں آئی۔ پولیس کی کارروائی سے مایوس ہو کر ان لوگوں نے ایک پرائیویٹ سراغ رساں کی خدمات حاصل کیں۔ اس نے قصبے میں آ کر مقامی لوگوں سے کچھ سوالات کیے۔ اِدھر اُدھر گھوم پھر کر صورتِ حال کا جائزہ لیا اور بالآخر مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔ ایسا لگتا تھا کہ ٹونی اور اینڈری نیو ہیمپشائر جاتے ہوئے یا پھر وہاں پہنچ کر کہیں غائب ہو گئے تھے۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ پرائیویٹ سراغ رساں کی قصبے میں آمد لوگوں میں چہ میگوئیوں کا سبب بن سکتی تھی تو ایسا بالکل نہیں ہوا۔ زیادہ تر لوگ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہنستا مسکراتا اور خوش اخلاق لوئیس فاکس جو اس موسمِ گرما میں قصبے کے لوگوں کے لیے اتنا کچھ کر رہا تھا، اس کا ان لڑکوں کی گمشدگی سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے اور جو لوگ اس کے برعکس سوچ رہے تھے، انہوں نے بھی بظاہر اپنی زبان بند رکھی۔

اس سراغ رساں کے جانے کے ایک ہفتے بعد کونی ڈیمنٹ چھٹیاں گزارنے گھر واپس آئی جو افغانستان میں امریکی فوج کے ساتھ نرس کے طور پر کام کر رہی تھی۔ جہاں اس کا زیادہ وقت زندگی بچانے اور زخموں کی مرہم پٹی کرنے میں گزرتا تھا۔ وہ جنگ کی تباہ کاریوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آئی تھی اور طویل رخصت پر تھی۔ وہ دیکھتی کہ لوئیس فاکس ہر روز صبح کے وقت لمبی جاگنگ پر جاتا ہے۔ ایک روز صبح کے وقت وہ مس واکر ڈائنر میں ناشتا کرنے گئی تو وہاں کچھ لوگ بیٹھے لوئیس فاکس کی حیرت انگیز صلاحیتوں کے گن گا رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

''مجھے تو حیرت ہوتی ہے۔ اس عمر میں بھی وہ اتنی لمبی دوڑ لگا لیتا ہے۔''

کونی نے بلیک کافی میں چینی ملاتے ہوئے کہا۔ ''اس دوڑنے کا کوئی مقصد سمجھ میں نہیں آتا۔''

وہاں بیٹھے ہوئے ایک اور شخص نے کہا۔ ''کونی، یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟''

اس نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ ''میں نے جن لوگوں کو دوڑتے ہوئے دیکھا ہے، وہ عموماً ایک یا دو راستوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنی رفتار کو بہتر بنانے کے علاوہ دوسرے لوگوں سے موازنہ بھی کر سکتے ہیں لیکن یہ شخص کسی ایک سمت میں نہیں بلکہ جھیل کے اطراف میں ہر کچی اور پکی سڑک پر چکر لگاتا ہے۔ لگتا ہے کہ وہ کسی شے یا کسی شخص کی تلاش میں ہے۔''

کچھ لوگوں نے مزید سوالات کیے لیکن کونی نے اس بحث میں الجھنے سے انکار کر دیا اور ناشتا ختم کر کے وہاں سے چلی گئی۔ اس نے بقیہ وقت گھومنے پھرنے، تیراکی اور ڈھیر ساری کتابیں پڑھنے میں گزار دیا۔ اگست کا مہینا ختم ہوا تو گرمی کی شدت میں بھی کمی واقع ہو گئی۔ پھر ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے کونی کے اندازے کی تصدیق ہو گئی۔

وہ ٹیلی فون کال واکر پونڈ فائر ڈپارٹمنٹ میں ہفتے اور اتوار کی درمیانی شب ایک بج کر دو منٹ پر آئی۔ جس میں بتایا گیا کہ اولسن روڈ کے اختتام پر واقع ایک مکان میں آگ لگ گئی ہے۔ فون کرنے والی رتھ گیریسن تھی جسے دیر تک جاگنے کی عادت تھی اور جن کے چند گھونٹ لیے بغیر اسے نیند نہیں آتی تھی۔ کیونکہ رات بہت ہو گئی تھی اس لیے وہ فون کال خودکار نظام کے ذریعے بیس میل دور کاؤنٹی ڈسپیچر کو چلی گئی جس نے ریڈیو کے ذریعے فائر ڈپارٹمنٹ کے اراکین کو تیار رہنے کا سگنل دے دیا۔

www.urdupalace.com

رات کے اس پہر زیادہ تر رضا کار اپنے بستر میں گہری نیند سو رہے تھے یا سونے کی تیاری کر رہے تھے۔ سگنل ملتے ہی وہ سب اپنی گاڑیوں کی طرف لپکے اور سائرن بجاتے فائر اسٹیشن کی طرف روانہ ہو گئے جہاں انہوں نے افراتفری کے عالم میں اپنی گاڑیاں کھڑی کیں اور فائر اسٹیشن کی طرف دوڑ پڑے لیکن ایک رضا کار ہیری پیرسن جو اولسن روڈ کے دوسرے سرے پر رہتا تھا، اس نے اپنا سامان سنبھالا، بوٹ پہنے اور سر پر ہیلمٹ رکھ کر فائر اسٹیشن جانے کے بجائے براہِ راست متاثرہ جگہ جانے کے لیے روانہ ہو گیا۔ جب وہ تنگ اور اونچی نیچی کچی سڑک پر اپنی پک اپ لاتے ہوئے وہاں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ نارنجی رنگ کے شعلے آسمان کی طرف بلند ہو رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر اس نے پک اپ روکی اور ریڈیو کے ذریعے اپنے ساتھیوں کو پیغام دیا۔ ”جلدی پہنچو، یہ کرٹ ڈنسن کا مکان ہے اور پوری طرح آگ کی لپیٹ میں آچکا ہے۔“

وہ واقعی کرٹ ڈنسن کا مکان تھا جس میں اوپری منزل کے علاوہ ایک بالا خانہ اور تہ خانہ بھی تھا۔ پہلی منزل پر چار کمرے تھے۔ جب ہیری نے پیغام بھیجا، اس وقت تمام کھڑکیوں اور بیرونی دروازے سے آگ کے شعلے اور دھوئیں کے بادل اٹھ رہے تھے۔ ہیری اپنی پک اپ سے باہر نکلا اور ہیجانی کیفیت میں جلتے ہوئے مکان کو دیکھنے لگا۔ وہ اپنی جگہ پر ساکت کھڑا ہوا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ وہ تنہا کچھ نہیں کر سکتا۔ اس نے اپنا ریڈیو نکالا اور چلاتے ہوئے بولا۔ ”جلدی پہنچو۔ یہاں بہت بڑی آگ لگی ہے۔“

ڈپارٹمنٹ کے چیف جارج ڈیمر نے غصے سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”اپنا منہ بند رکھو، ہم جلد از جلد وہاں پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ اس وقت تو ہم ایک گاڑی کو بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتے۔“

وہ ٹھیک ہی کہہ رہا تھا کیونکہ جب فائر اسٹیشن کا عملہ وہاں پہنچا اور .... انہوں نے آگ بجھانے والی گاڑیوں کو اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی تو ان میں سے کسی نے بھی اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی صرف وہی نہیں بلکہ سامان لے جانے والے ٹرک اور ایمبولینس گاڑیوں کے ٹائروں کی بھی ہوا نکلی ہوئی تھی اور ایک دو نہیں بلکہ پورے سولہ ٹائر زمین سے لگے ہوئے تھے۔ کسی نے صرف ہوا ہی نہیں نکالی بلکہ ہر ٹائر میں کیلیں بھی لگا دی گئی تھیں تاکہ فوری طور پر ان میں ہوا بھر کر قابلِ استعمال نہ بنایا جا سکے۔ اب یہ گاڑیاں کئی دنوں تک کہیں نہیں جا سکتی تھیں۔

فوری طور پر ٹیلی فون کال اور ریڈیو پیغامات کے ذریعے کاؤنٹی ڈسپیچ کو اس صورتِ حال کے بارے میں بتایا گیا جس نے واکر پونڈ کے قریبی تین قصبوں کے والنٹیئر فائر ڈپارٹمنٹ کو جائے وقوعہ پر پہنچنے کی ہدایت کی لیکن اس میں اچھی خاصی تاخیر ہو سکتی تھی کیونکہ اس وقت تمام رضا کار لڑکے اور لڑکیاں گہری نیند سو رہے تھے۔ انہیں تیار ہونے، فائر اسٹیشن پہنچنے اور آگ بجھانے والی گاڑیوں کو اسٹارٹ کرنے میں کافی وقت لگ جاتا۔ اس کے بعد ہی وہ متاثرہ عمارت تک پہنچ پاتے اور تب تک وہ راکھ کا ڈھیر بن چکی ہوتی۔

جس وقت یہ ساری کارروائی ہو رہی تھی تو واکر پونڈ کے رضا کار اپنے پڑوسیوں کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھے رہے۔ فائر اسٹیشن کا چیف جارج ڈیمر جس نے گزشتہ پچاس سالوں میں کسی نئی ٹیکنالوجی کو قبول کرنے کے بجائے ہمیشہ روایتی طریقوں پر انحصار کیا۔ اس وقت بھی اس صورتِ حال سے نکلنے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ویسے بھی ہنگامی حالت میں اس کا دماغ خوب کام کرتا تھا۔ اس نے کارل سیلو کی سے کہا کہ وہ اپنا ہیوی ڈیوٹی فورڈ ٹرک ورک شاپ کے قریب لے آئے پھر وہ سب عقبی حصے میں جمع ہوئے جہاں ایک موبائل پمپ دوسری مشینوں کے ساتھ رکھا ہوا تھا۔ یہ پمپ کسی وقفے کے بغیر ایک منٹ میں پانچ سو گیلن پانی پھینک سکتا تھا۔ اس پمپ کو فروخت کرنے والے سیلز مین نے ہدایت کی تھی کہ اس کے وزن اور سائز کے پیشِ نظر اسے ہمیشہ ایک کرین کی مدد سے اٹھایا جائے لیکن یہ وقت ان ہدایات پر عمل کرنے کا نہیں تھا اور نہ ہی اتنی رات گئے کہیں سے کرین مل سکتی تھی چنانچہ چیف نے پانچ طاقت ور لڑکوں اور ایک لڑکی کا انتخاب کیا۔ یہ لڑکی گیل سمز مشغلے کے طور پر بھاری وزن اٹھایا کرتی تھی۔ ان سب نے مل کر وہ وزنی پمپ اٹھایا اور اسے کارل کے ٹرک میں رکھ دیا۔ چند ایک سیکنڈ بعد ہی وہ ٹرک فائر فائٹرز کو لے کر اولسن روڈ کی جانب روانہ ہو گیا۔

کرٹ ڈنسن کے مکان پر پہنچ کر عملہ نیچے اترا اور وہ سب تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ انہی چھ توانا افراد نے ٹرک پر سے پمپ اتارا اور جہاں تک ممکن ہو سکتا تھا، اسے جھیل کے قریب لے گئے جبکہ دوسرے افراد نے تین انچ قطر کا پائپ اتارا جس کے ایک سرے پر چھلنی لگی ہوئی تھی اور اسے جھیل کے ٹھنڈے پانی میں ڈال دیا۔ پمپ کی موٹر اسٹارٹ کی گئی اور پانچ منٹ بعد کرٹ کے مکان پر پانی کی

www.urdupalace.com

تیز بوچھاڑ پڑنے لگی لیکن بہت دیر ہو چکی تھی۔ اس سے پہلے کہ آگ پر قابو پایا جاتا، مکان کی چھت زمین بوس ہو گئی۔

دس منٹ بعد قریبی قصبے سے پہلا فائر ٹرک وہاں پہنچا تا کہ آگ بجھانے میں ان کی مدد کر سکے لیکن یہ اعزاز واکر پونڈ فائر ڈپارٹمنٹ کے رضا کاروں کو ہی ملا کہ وہ سب سے پہلے جائے وقوعہ پر پہنچے اور پمپ کے ذریعے آگ کے شعلوں پر پانی ڈالنے کی کوشش کی جبکہ ان کی ساری مشینری ناکارہ بنا دی گئی تھی۔

دو گھنٹے بعد فائر ڈپارٹمنٹ کا ریاستی سربراہ وہاں پہنچا۔ اس وقت تک لکڑی کے جلے ہوئے شہتیر، گھر میں رکھی ہوئی خاکستر اشیا، یہاں تک کے قرب و جوار کے درخت بھی پانی سے شرابور ہو چکے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں بیڈروم کے ملبے سے کرٹ ڈنسن کی جلی ہوئی لاش بھی برآمد ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی دلچسپ انکشافات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

سورج نکلنے کے کچھ دیر بعد اتوار کی صبح جب مایوس رضا کار فائر اسٹیشن واپس آئے تو وہاں ان کے استقبال کے لیے چند عورتوں کے سوا کوئی نہ تھا جبکہ اس سے پہلے ہمیشہ لوئیس فاکس، چائے کافی اور ڈونٹس سے ان کی تواضع کیا کرتا تھا۔ کچھ یقین سے نہیں کہا جا سکتا تا کہ سب سے پہلے یہ بات کس نے کہی لیکن یہ ریکارڈ کا حصہ ہے کہ کچھ دیر بعد ہی مقامی پولیس کو ایک ٹیلی فون کال موصول ہوئی جسے سنتے ہی سب لوگ لوئیس کے مکان کی طرف دوڑ پڑے۔ جن میں پولیس والے اور رضا کار فائر فائٹرز شامل تھے۔ ہر ایک کی یہی کوشش تھی کہ وہ سب سے پہلے وہاں پہنچ جائے لیکن ان سے پہلے ہی گھر کی صفائی کرنے والی ماں اور بیٹی وہاں موجود تھیں اور انہوں نے اسی وقت ٹکر ہاؤس کی صفائی ختم کی تھی۔

وہاں لوئیس فاکس موجود نہیں تھا اور نہ ہی اس کا سامان اور ذاتی استعمال سے متعلق کوئی چیز نظر آئی۔ یہاں تک کہ فالتو اشیا بھی ہٹا دی گئی تھیں۔ بعد میں پولیس اور ایف بی آئی کے سراغ رسانوں نے مولی گرین اور اس کی بیٹی سے پوچھ گچھ کی تو ان دونوں نے ایک ہی کہانی سنائی کہ لوئیس فاکس نے پہلے ہی یہ انتظام کر لیا تھا کہ وہ دونوں اتوار کی صبح آ کر گھر کی اچھی طرح صفائی کر دیں۔

''دلچسپ بات یہ ہے۔'' مولی نے بعد میں اپنے دوستوں کو بتایا۔ ''جب ہم وہاں پہنچے تو گھر بالکل صاف پڑا ہوا تھا۔ وہ ہمیں اتوار کی صبح آنے کے لیے دہرا معاوضہ دیا کرتا تھا۔ اس بار اس نے سہ گنا معاوضہ دیا تا کہ ہم اچھی طرح گھر کی دھلائی، ویکیوم کلیننگ اور پالشنگ کریں۔''

گرینگ ہال میں ہونے والی ماہانہ میٹنگ کے دوران کسی نے مولی سے پوچھا کہ کیا لوئیس نے اسے نقد ادائیگی کی تھی تو اس نے اثبات میں جواب دیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ وہ ٹیکس گوشوارہ بھرتے وقت اس رقم کو ظاہر کر دے گی۔''

لوئیس فاکس کی پُراسرار گمشدگی کے بعد پولیس اور ایف بی آئی نے اس کا ماضی کھنگالنا شروع کر دیا لیکن اس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کون تھا اور کہاں سے آیا تھا۔ یہاں تک کہ قصبے کے لوگوں میں سے کسی کو اس کی گاڑی کا نمبر بھی یاد نہیں تھا اور جب نیو ہیمپشائر کے مقامی دفتر سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی تو وہاں اس کی کوئی تصویر بھی دستیاب نہیں تھی۔ اسی طرح اس کے گھر سے ایسا کوئی ثبوت نہیں مل سکا جس کی مدد سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتیں۔ مثلاً سر کے بال، کپڑے یا انگلیوں کے نشانات، کیونکہ مولی اور اس کی بیٹی نے پورے گھر کی اچھی طرح صفائی کر دی تھی۔ البتہ مکان کی چابی ضرور مل گئی جو وہ مقررہ وقت سے دو ہفتے پہلے جاتے وقت چھوڑ گیا تھا۔

آتش زدگی کے دو ہفتے بعد منتخب ارکان کے بورڈ کے چیئرمین بڈ ہیتیکر نے بوسٹن گلوب نیوز پیپر کو بتایا۔ ''ایسا لگتا ہے کہ وہ کوئی بھوت تھا، ایک نرم اور شائستہ مزاج بھوت۔ اس کے باوجود وہ ایک بھوت ہی تھا۔''

اس کے بعد بھی مختلف کہانیاں گردش کرتی رہیں۔ فائر ڈپارٹمنٹ کے ریاستی سربراہ نے کرٹ ڈنسن کے مکان پر ایک ہفتہ گزارا۔ اس کا تجربہ کہتا تھا کہ یہ آگ جان کر لگائی گئی تھی لیکن ایسا کوئی سراغ یا ثبوت نہیں ملا جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ یہ آتش زنی کی کارروائی تھی۔ جب واقعات کی کڑیاں ملائی گئیں تو آتش زنی کی کہانی حقیقت معلوم ہونے لگی۔ عین موقع پر آگ بجھانے والی گاڑیوں کو ناکارہ بنا دینا اور ایک پُراسرار شخص کا مکان کرائے پر لے کر رہنا اور مقررہ پروگرام سے دو ہفتے پہلے عین اس روز قصبے سے چلے جانا جب آتش زنی کا واقعہ پیش آیا۔ یہ سب اشارے لوئیس کی طرف جا رہے تھے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ اسے کرٹ ڈنسن سے کیا عداوت تھی کہ اس کے گھر کو آگ لگا دی۔

اس عقدہ کو ایف بی آئی سے وابستہ ہونے والے ایک نئے افسر نے حل کیا جب اس نے کرٹ ڈنسن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی اور بخدا وہ بھی بھوت ہی نکلا۔ قصبے کے لوگ اس کے بارے میں اتنا ہی جانتے تھے کہ وہ ایک عمر رسیدہ شریف شخص تھا جو کئی سال پہلے اس

www.urdupalace.com

قصبے میں آ کر بس گیا تھا۔ وہ بہت کم گھر سے باہر نکلتا اور لوگوں نے اسے صرف اپنے ٹرک میں گیس بھروانے یا سودا سلف لانے کے لیے ہی کہیں جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ اپنے تمام واجبات باقاعدگی سے ادا کرتا تھا لیکن کبھی کسی میٹنگ یا تقریب میں نہیں گیا۔ کچھ لوگ اسے تارک الدنیا سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ وہ جیسی زندگی گزارنا چاہتا ہے وہی ٹھیک ہے، کم از کم اس کی ذات سے کسی کو نقصان تو نہیں پہنچ رہا۔

لیکن جب ایف بی آئی افسر نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تو اسے اسی طرح مایوسی کا سامنا کرنا پڑا جو لوئیس فاکس کے معاملے میں ہوئی تھی۔ اس نے کوئی ثبوت نہیں چھوڑا تھا اور نہ ہی کسی دفتر میں اس کا کوئی ریکارڈ اور فائل موجود تھی۔ تاہم انہیں اس کی جھلسی ہوئی کھوپڑی اور دانت ضرور مل گئے۔ جب اس کے دانتوں کا ریکارڈ چیک کیا گیا تو ایک حیرت انگیز حقیقت سامنے آئی، وہ کرٹ ڈنسن نہیں تھا۔

اس کی شناخت مارکو پیٹرووک کے نام سے ہوئی جو ایک جنگی مجرم تھا اور گزشتہ بیس سال سے اس کی تلاش جاری تھی۔ اس نے بوسنیا کی جنگ میں حصہ لیا اور وہ اس پیرا ملٹری گروپ کا انچارج تھا جسے گندے کاموں میں مہارت حاصل تھی۔ یہ ایسے کارنامے تھے جنہیں ضبطِ تحریر میں لانا اخبارات کے لیے بھی ممکن نہیں تھا۔ جیسے ہی یہ خبر عام ہوئی، اخبارات اور ٹیلی وژن رپورٹرز کے غول نے واکر پونڈ پر چڑھائی کر دی۔ وہ آگ بجھانے والے رضا کاروں، منتخب نمائندوں، پولیس افسروں اور ان لوگوں سے بھی سوالات کر رہے تھے جنہوں نے صرف ہفتے کا آخری دن ہی واکر پونڈ میں گزارا تھا۔ ان سب نے کم و بیش ایک ہی کہانی سنائی۔ ایک پُراسرار قاتل واکر پونڈ آیا۔ اس نے مقامی لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے کے ساتھ ساتھ فائر ڈپارٹمنٹ میں دوست بنائے اور اندازہ لگا لیا کہ آگ لگنے کی اطلاع ملنے پر انہیں کارروائی کرنے میں کتنی دیر لگتی ہے اور فائر اسٹیشن میں کس طرح داخل ہوا جاتا ہے۔ اس نے کئی ہفتے تک جھیل کے اردگرد دوڑ لگائی جب تک کہ اسے جنگی مجرم کے ٹھکانے کا پتا نہیں چل گیا۔

لیکن لوئیس فاکس کون تھا؟ اس بارے میں متضاد رائے پائی جاتی ہیں۔ البتہ سی آئی اے سے لے کر ایم 16 اور یورپ کی خفیہ ایجنسیاں اس بات پر متفق ہیں کہ وہ کوئی ایسا شخص تھا جو اپنے ہم وطنوں پر ہونے والی زیادتیوں کا بدلہ لینے آیا تھا جن کے خاندان آج بھی بوسنیا میں اپنے پیاروں کا ماتم کر رہے ہیں۔

موسم گرما ختم ہو گیا اور سیاحوں نے واپسی کے لیے رختِ سفر باندھنا شروع کر دیا لیکن لوئیس فاکس کی پراسرار شخصیت کا معما حل نہ ہو سکا پھر ایک اور الجھن پیدا ہو گئی جس نے واکر پونڈ کے معصوم لوگوں کو پریشان کر دیا۔ اگلے تین ہفتوں کے دوران وہ پُراسرار لفافے ملنا شروع ہوئے جو کہ ویسٹ، کینساس سٹی، ڈیٹرائٹ اور دوسرے شہروں یا قصبوں سے پوسٹ کیے گئے تھے۔ ہر لفافے میں ایک کاغذ میں لپٹے ہوئے پانچ سو ڈالر کے نوٹ رکھے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ لفافے پر کوئی تحریر نہیں تھی اور ان لفافوں پر واکر پونڈ فائر ڈپارٹمنٹ کا پتا لکھا ہوا تھا جبکہ اصولاً یہ لفافے ڈپارٹمنٹ کے چیف جارج ڈیمر کے نام بھیجے جانے چاہیے تھے۔ اس سے لوگوں نے یہی اندازہ لگایا کہ لوئیس فاکس خواہ کوئی بھی ہو لیکن وہ ابھی تک اپنے دل میں جارج کے خلاف بغض رکھتا تھا کیونکہ اس نے اسے فائر ڈپارٹمنٹ کے عملے میں شامل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

بہت جلد ان لفافوں سے اتنی رقم جمع ہو گئی کہ اس سے آگ بجھانے والی گاڑیوں کے لیے نئے ٹائر خریدے جا سکیں گو کہ اسٹیٹ پولیس اور ایف بی آئی نے اس فنڈ کو منجمد کرنے کی کوشش کی لیکن قصبے کی انتظامیہ اور اس کے وکیلوں نے یہ کوشش ناکام بنا دی۔ ان وکیلوں میں سپریم کورٹ کا ایک ریٹائرڈ جج بھی شامل تھا۔ ان وکیلوں نے جو موقف اختیار کیا، اس کے مطابق اس بات کا کوئی واضح ثبوت نہیں ملا کہ یہ رقم لوئیس فاکس نے بھیجی تھی۔ اس طرح نہ صرف نئے ٹائر خرید لیے گئے بلکہ ہنگامی مصارف کے لیے بھی اچھی خاصی رقم بچ گئی۔

لیکن آخری موصول ہونے والے لفافے میں سے رقم کے بجائے ایک کمپیوٹر پرنٹ آؤٹ نکلا جس پر سؤر کے گوشت کے پارچے پکانے کی ترکیب درج تھی۔ اس طرح لوگوں کا شک یقین میں بدل گیا کہ یہ لفافے بھیجنے والا لوئیس فاکس ہی تھا پھر ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ بہت سی عورتوں نے اس ترکیب کے مطابق یہ گوشت پکانے کی کوشش کی لیکن وہ ذائقہ نہ آ سکا جو لوئیس فاکس کی بنائی ہوئی ڈش میں ہوتا تھا۔ یہ ایک ایسا معما ہے جو کبھی حل نہ ہو سکا لیکن قصبے کے لوگ اس کا تذکرہ بڑے شوق سے کرتے رہے۔

www.urdupalace.com

URDU PALACE URDU PALACE URDU PALACE

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com